پنجاب میں سلطنتِ برطانیہ کا آغاز ہی تھا۔ اور تعلیمی درسگاہوں کا خاطر
خواہ انتظام نہ تھا۔ زیرہ جیسے چھوٹے سے قصبہ میں جہاں مکتب کا نام تک نہ تھا
پڑھائی کا کیا بندوبست ہو سکتا تھا۔ پندرہ پندرہ اور سولہ سولہ برس کے
نوجوان لڑکے دن بھر کھیل کود میں گذار دیتے تھے۔ وہ تندرست اور نوجوان
اور قدآور اور مضبوط ہوتے تھے۔ کیا عجب زمانہ تھا خونخوار جنگ وجدل
لوٹ کھسوٹ قتل اور غارتگری کے بعد سُکھ اور امن کے دن دیکھنے نصیب ہوئے
تھے سرکارِ انگریزی کا دور دورہ تھا۔ ہر فرد وبشر اِدھر اُدھر آزادی سے پھر سکتا
تھا۔ موجودہ زمانہ کے تفکرات نے ابھی ڈیرا نہ ڈالا تھا۔ زندگی سادہ تھی اور
ضروریات بہت تھوڑی۔ کھانے پینے کو دودھ گھی بکثرت مل جاتا تھا۔ ہمعمر
لڑکوں کے گروہ سیر گشت کے لیے میلوں نکل جاتے تھے۔ وہ دن بھر کھیلنا
کودنا اچھلنا اور دوڑنا خوب مزہ دیتا تھا۔ یہی شغل آتمارام جی کی اوائل عمری
کا تھا۔ آپ چابکدست سوار تھے تیرنے کا شوق بھی بہت زیادہ تھا۔ زیرہ کے باہر ندی
پر چلے جاتے تھے۔ اور خوب نہاتے تیرتے اور ڈبکیاں لگاتے تھے۔ ایکدفعہ
موسم برسات میں موسلا دھار مینہ برسنے کے باعث ندی میں پانی کا چڑھاؤ
آ گیا۔ آتمارام جی معہ ہمراہیوں کے ندی کا نظارہ دیکھنے گئے تھے پانی زور کا
تھا۔ اِدھر اُدھر لہریں اُٹھکر ایک دوسرے پر سوار ہونے کی کوشش کر رہی تھیں
لڑکے پانی کی سطح پر کنگر تیرا کر اپنے ہنر کا ثبوت دے رہے تھے۔ اُن کے دیکھتے
دیکھتے ایک مسلمان عورت منہ ہاتھ دہونے کے لئے وہاں آئی اور ننھے بچے کو
نہلا کر کنارے پر بٹھا دیا۔ اور خود منہ ہاتھ دہونے لگی۔ بچہ کھیلتا کھیلتا پانی میں گر گیا
ماں بیچاری ماتا کی ماری بچے کو پکڑنے کے لئے پانی میں اُتری مگر پاؤں پھسل
جانے سے معہ بچے کے گہرے گڈھے میں گر گئی۔ ماں اور بچہ ہر دو غوطے کھانے

لگے۔ یہ دیکھتے ہی آپ دوڑتے ہوئے پانی میں کود پڑے۔ اور دونوں کو صحیح سلامت بچا لیا۔ آپ کی ہمت اور حوصلے کی قصبہ بھر میں مرد و زن تعریف کرنے لگے اور لالہ جودھے شاہ کو اس ہونہار لڑکے کے کارِ خیر پر مبارکیں ملنے لگیں۔ کبڈی۔ کھدو کھنڈی۔ نشانہ بازی۔ کشتی لڑنا۔ ڈنڈا۔ اور کلائی پکڑنا۔ فوجیں بنا کر مصنوعی لڑائی لڑنا روزمرہ کا شغل تھا۔ موسمِ بہار میں دوستوں کے ساتھ باہر کھیتوں میں نکل جاتے تھے ہر طرف سبزہ زار دیکھنے میں آتا تھا۔ جب آسمان سے ننھی ننھی بوندیں گرتی تھیں تب بھی چہچہاتے پرندوں اور قدرت کا نظارہ دیکھنے کے لئے باہر ہی پھرتے رہتے تھے۔ وہ زمانہ خوشی اور مسرت کا تھا جب آتما رام جی زیرہ میں آئے اُسوقت فیروز شہر اور مدکی کی لڑائیاں جو سکھوں اور انگریزوں کے مابین لڑی گئیں ابھی ختم ہی ہوئی تھیں۔ انگریزی فوجیں اور سپاہیوں کی پلٹنیں زیرہ سے گذرا کرتی تھیں۔ سپاہیوں کے کندھوں پر سنگین بندوقیں ہوتی تھیں۔ اُن کو دیکھ دیکھ کر آپ فوجوں کی نقل و حرکت کی تصویریں بنانے میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ چنانچہ آپ نے نہایت خوبصورت تصویریں تیار کیں۔ اور اُن میں انگریزی سپہ سالار سکھوں اور انگریزوں کی لڑائی گھوڑے اور آدمی دوڑتے ہوئے اور تعاقب کرتے ہوئے دکھائے

بچپن سے ہی نقش و نگاری کا کمال شوق تھا۔ عکسی نمونے کی تصویریں کھینچنے کا قدرتی ملکہ حاصل تھا۔ ذراسی دیر میں زمین پر شیر۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ بیل وغیرہ جانوروں کی تصویریں اس خوبی سے بناتے تھے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا تھا۔ بھلا اُس زمانہ میں نقاشی کا اتنا ساز و سامان کہاں تھا جو آجکل ملتا ہے نہ تو اسقدر چمکیلے اور شوخ رنگ ہی ہوتے تھے۔ اور نہ ہی مختلف اقسام کے برش وغیرہ آتما رام جی معمولی رنگ اور خود ساختہ کوچیوں سے ایسی عمدہ تصاویر بناتے تھے کہ معمار لوگ جو مصوری کا کام کرتے تھے انگشت بدنداں ہو جاتے تھے۔ آپ

اس قسم کے خوشنما بیل بوٹے بناتے تھے کہ دیکھنے والے تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ آتمارام جی حسب دستور اپنے ہمجولیوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کھیلتے کھیلتے آپ نے اپنے گھر کا نقشہ بنایا۔ اور اُس میں لالہ جودھے شاہ اور اُن کے کنبہ کے ممبران کی تصویریں بنائیں۔ اس اثنا میں دھرم تپا کا وہاں سے گذر ہوا۔ اور وہ اُس تصویر کو دیکھکر حیران و ششدر رہ گئے۔ اور لڑکوں سے دریافت کیا کہ یہ تصویر کس نے بنائی ہے۔ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ اسے تو دیکھتے ہی دیکھتے آتمارام جی نے بنایا ہے۔

اُن دنوں تاش کی کھیل ابھی نئی نئی گاؤں میں آئی تھی۔ ایک تاش دیکھکر آپ نے ہوبہو ویسے ہی تاش تیار کر لی جو دیکھنے میں بہت خوبصورت تھی۔ ایک روز اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس سے کھیل رہے تھے کہ ایک انگریزی پلٹن پاس سے گذری قلعہ سے ایک سپاہی لڑکوں کے پاس آیا۔ اور قیمت دیکر تاش مانگنے لگا۔ لڑکوں نے اپنے کھیلنے کی چیز فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ آتمارام جی کے ڈیل ڈول اور نورانی چہرہ کو دیکھکر سپاہی نے آپ کو مخاطب کر کے تاش کے لئے دوبارہ التجا کی اور کہا کہ افسر نے منگائی ہے۔ آپ خرید سے زیادہ دام لو اور تاش دیدو۔ اسپر آپنے بغیر قیمت لئے تاش دیدی۔ اور ساتھیوں سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں ویسے ہی ایک اور تاش جلد بنا دیگا۔ یہ معلوم کر کے کہ وہ تاش آتمارام جی کی خود ساختہ ہے سپاہی کو بہت حیرانی ہوئی۔ اور اُس نے کُل ماجرا اپنے افسر سے کہہ سنایا وہ بہت خوش ہوا اور آپ کو معہ آپ کے دھرم تپا کے اپنے پاس بلوا کر انعام دیا۔ آپ کو شطرنج کا بہت شوق تھا۔ اور آپ اچھے کھلاڑی سمجھے جاتے تھے۔

ایام طفلی میں ایک اور بڑی خوبی جو آپ کو زینت دے رہی تھی۔ اور جس کے باعث آپ ہر دل عزیز بنے ہوئے تھے۔ اور ہمجولیوں میں ممتاز خیال کئے جاتے

تھے وہ یہ تھی کہ آپ ہرگز جھوٹ نہ بولتے تھے اکثر لڑکے ذراسی بات پر جھوٹ بولا کرتے ہیں اور انہیں کئی بار خواہ مخواہ رسوا ہونا پڑتا ہے۔ اُن کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے اور وہ ذمہ داری کے کام کے ناقابل خیال کئے جاتے ہیں۔ آپ کی سچائی ضرب المثل تھی اور آپ ہر ایک بات دریافت کرنے پر بلاکم وکاست کہہ دیتے تھے۔ کوئی لالچ یا لحاظ آپ کو جھوٹ بولنے پر آمادہ نہ کرسکتا تھا۔ جب کبھی باہر کھیل کود میں لڑکے آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے اور اپنے گھر میں والدین کے پاس شکایت کرتے ما سوا مفت صحیح بات ہمیشہ آپ سے ہی دریافت کیجاتی تھی۔ چند ایسے واقعات ہوئے جن میں اس سچائی کے پتلے نے اپنے دھرم بھائیوں اور دوستوں کی رورعایت کرنے سے بھی صاف انکار کردیا۔ آپ میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہرگز کسی سے سخت کلامی سے پیش نہ آتے تھے۔ جب کبھی دوسرے لڑکے آپ کو گالی دیتے تو آپ یہ کہکر ”تیری گالی تیرے منہ وچ“ چپکے ہو جاتے تھے۔

لالہ جودھے شاہ جی کے دل میں آپ کے پتا لالہ گنیش چند جی کے لئے بہت عزت تھی۔ آپ نے اپنے سچے دوست کی آخری خواہش کو کبھی فراموش نہ کیا۔ انکا دلی ارادہ آپ کو ہندی۔ مہاجنی سکھا کر دوکان کے کام میں پختہ کرنے کا تھا۔ اس غرض سے وہ ایسے بیوپار کے طریقے اور حساب کتاب خود سکھلایا کرتے تھے۔

بیراگتا اور ستھانک واسی دیکھشا

لالہ جودے شاہ بڑے ہی راسخ الاعتقاد اور فرشتہ سیرت انسان تھے اور ستھانک واسی جین سادھوؤں کے پاس سامایک سندھیا کرنے اور دھرم کی کتھا سننے جایا کرتے تھے اگر کسی خاندان کا بزرگ نیک اور دھارمک کاموں میں زیادہ رجوع ہو تو کنبہ کے باقی ممبر بھی اسکی تقلید کرنے لگ جاتے ہیں اپنے دھرم پتا کو سادھوؤں کے پاس آتے جاتے دیکھکر آپ نے بھی ان کے پاس جانا شروع کر دیا۔ آپ کو علم حاصل کرنے کے لئے دلی انس ہو گیا اور سادھوں کے پاس ہندی بھاشہ پڑھنے لگے اور اُن سے بات چیت کر کے جین دھرم کے متعلق واقفیت حاصل کرنے لگے۔ جلدی ہی سامایک اور پرتی کرمن سیکھ لیا۔ آہستہ آہستہ آپ کی توجہ کھیل کود سے ہٹ کر حصول تعلیم کی طرف راغب ہو گئی۔ مطالعہ کی خواہش روز بروز بڑھتی گئی۔ آپ اُوپاسرے میں سادھوؤں کے پاس دیر تک بیٹھے اُن کی باتیں سنا کرتے تھے تیاگی سادھو آپکو گربھتیوں سے نرالے معلوم دئیے۔

بکرم سمت ۱۹۷۱ کو مہاراج شری گنگا رام جی کا چترماس زیرہ میں ہوا اس لئے آپ کی مہاراج جیون رام جی سے محبت ہو گئی۔ وہ اکثر آپ کو نصیحت آمیز کہانیاں جن سے دنیا کی ناپائیداری اور سادھو دھرم کی فضیلت ظاہر ہو سنایا کرتے۔ آخرکار آپ کو سادھو بننے کی ترغیب دینی شروع کی۔ مہاراج آپ کو ہمیشہ ویراگ کی باتیں سنانے لگے۔ آپ کو بتایا گیا کہ دنیا ہیچ ہے دنیا میں کوئی چیز قائم رہنے والی نہیں انسانی زندگی ایک خواب ہے۔ اور اس زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں دنیاوی عیش و عشرت عارضی ہیں۔ دوست اور رشتہ دار اسی دنیا میں مددگار

ہیں دنیا میں ہر وقت دکھ ہی دکھ ہے پیدائش سے لیکر موت تک انسان کو طرح طرح کی بیماریاں و دنیاوی تکالیف اور مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اسطرح بیراگ کا سروپ آپ کے سامنے پیش کرتے اور دنیا کا وہ خوفناک منظر دکھاتے کہ پتھر سے سخت دل بھی دنیا کو ترک کر دینے پر رضامند ہو جائے۔ مگر آپ کے لئے یہ نئے خیالات تھے۔ آپ اب تک دنیا کو ایک خوبصورت اور آرام کی جگہ تصور کرتے تھے۔ خود ناز و نعمت میں پلے تھے۔ اور محبت مادری و پدری کا حظ اٹھایا تھا۔ ہر جگہ آپکی عزت ہوتی تھی اور ہر طرح کی دنیاوی آسائشیں حاصل تھیں۔

آتما رام جی اپنے والد بزرگوار کی زبانی دنیا کو ایک زبردست جد و جہد کا مقام سمجھے ہوئے تھے۔ آپ کے خیال میں جنگ و جدل شہرت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ تھا۔ دنیاوی تکالیف سے ڈر کر دنیا ترک کر دینے کا خیال آپ کو ناپسند تھا۔

اس لئے شروع شروع میں آپ سادھو بننے کے حق میں نہ تھے۔ ہر روز سادھوؤں کے ساتھ اس بات کے متعلق گفتگو ہوتی رہتی تھی کہ نجات حاصل کرنے کا بہترین راستہ کون سا ہے۔ مہاراج جیون رام جی آپ کو تاریخی باتیں سنایا کرتے تھے کہ آدیشور بھگوان اور مہاویر سوامی جی نے جو کھشتری تھے۔ کس طرح تخت و تاج ترک کر کے لذات نفسانی کو لات مار کس طرح کرموں سے لڑائی کر کے انپر فتح حاصل کی اور موکش کو پراپت ہوئے۔ دنیا میں رہا ہوا انسان موہ و خیالوں اور کشاؤں کے پنجہ میں جکڑا جاتا ہے اور اپنے دھرم کرم سے غافل ہو جاتا ہے۔

رفتہ رفتہ آپ کے خیالات میں تبدیلی واقع ہونے لگی۔ آپ کے دل میں سادھو دھرم کی عزت روز بروز بڑھنے لگی آپ یہ خیال کرنے لگے کہ بیشک انسان گرہستھ دھرم میں رہتا ہوا بھی بنی نوع انسان کی خدمت اور رفاہ عام کے کام کر کے نیکی پیدا کر سکتا ہے لیکن سادھو دھرم بہتر ہے۔ اور اُسے اختیار کر کے دنیا کی بہترین

خدمت ہو سکتی ہے۔

علم حاصل کرنے کی آپ کے دل میں قدرتی خواہش تھی۔ اور یہ معلوم کر کے کہ سادھو بنکر یہ مدعا اچھی طرح پورا ہو سکتا ہے۔ آپ کی رغبت سادھو ہونے کے لئے دن بدن بڑھنے لگی۔ اور شب و روز اسی خیال میں مستغرق رہنے لگے۔ آتما رام جی کی زندگی کا ورق پلٹ گیا۔

آپ نے کھیل کو قطعی بند کر دیا ہمجولی بلانے آتے اور آپ کو گہرے سوچ میں دیکھکر حیران رہ جاتے۔ حالانکہ آپ خود گلی محلہ کے لڑکوں کو اکٹھا کر کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ باہر کھیلنے جایا کرتے تھے۔ وہاں آپ اکیلے ہی جانے لگے آپ کے خیال میں مکمل تبدیلی آچکی تھی۔ نہ وہ پہلے کی سی بات چیت ہی تھی۔ نہ وہ چال ڈھال آپ کے دھرم پتا کو آپ کے دل کا حال معلوم نہ تھا۔ وہ آپ کو اوداس دیکھکر آپ کے ہمجولیوں سے وجہ دریافت کرتے۔ مگر سمجھ میں نہ آتا تھا مہاراج جیون رام جی کے سوائے آپ کے خیالات کی تبدیلی سے کوئی واقف نہ تھا۔ آتما رام جی گوشئہ تنہائی میں بیٹھکر اس بات پر غور کرنے لگے کہ سادھو بن جانا چاہیئے۔ یا گرہستھ دھرم میں ہی رہنا چاہیئے۔ آخر خوب سوچ سمجھکر سادھو بن جانے کا فیصلہ کر لیا۔ پہلے پہل آپ نے دیکشا لینے کی خواہش چند دوستوں کے پاس ظاہر کی اور ان کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا۔ سب نے اس کام کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کی اور اس خیال کو والدین کی جدائی سے منسوب کیا۔ آتما رام جی نے صاف بتا دیا کہ مجھے دھرم پتا کی موجودگی میں والد کی جدائی کا ذرا رنج نہیں ہے۔ میں دیکشا لینے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔ اور سچا علم اور سرور حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔

یہ خبر فوراً آپ کے دھرم پتا جودھے شاہ کو پہنچ گئی۔ انہوں نے آپ کو بلا کر سمجھانا شروع کیا۔ اور سادھو دھرم کی مشکلات سے آگاہ کرتے ہوئے اس خیال

کو ترک کر دینے کی ترغیب دی۔ کیونکہ دھرم پتا کو خیال تھا کہ لڑکے کو کسی نے سادھو بننے کے لئے اُبھارا ہے ورنہ وہ سادہ دلی سے اس خیال کو ظاہر کر رہا ہے۔

آپ کی ماتا یہ خبر سُن کر زیرہ آ کر آپ کو سمجھانے لگی مگر بے سود۔ دو تین ماہ آپ کے پاس زیرہ رہی۔ اور اپنے پُتر کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتی رہی مگر آپ کے خیالات میں ذرہ برابر لغزش نہ ہوئی۔ آپ ہر وقت صبح و شام مہاراج جیون رام کے پاس بیٹھے پڑھتے رہے۔

آپ کی بیراگتا کا علم ہر مرد و زن پیر و جوان کو ہو چکا تھا۔ لیکن عام خیال تھا کہ سادھوؤں کے زیرہ سے روانہ ہو جانے کے بعد آپ کے خیالات ہوا کی طرح اُڑ جائیں گے اور پہلے کی طرح دنیاداری کا روبار میں مشغول ہو جاویں گے۔ لیکن آپ مہینوں غور و خوض کے بعد اپنے جیون میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے۔ اور آپ سچا گیان حاصل کرنے اور راہ نجات کی تلاش میں بیقرار تھے۔ اور اپنی زندگی کو خدمت خلق میں صرف کرنے کے ازحد خواہشمند تھے۔

سادھو مہاراج کا سمت ۱۹۱۰ کا چوماسہ ختم ہونے کو تھا۔ آپ نے چند یوم پیشتر بہت عزت اور تعظیم سے اپنی ماتا کے چرنوں پر سر رکھکر سادھو ہونے کی اجازت چاہی۔ لہر مادری یہ کب برداشت کر سکتی تھی۔ کہ ناز پرورہ بیٹا کاسہ گدائی ہاتھ میں لیکر در در ٹھوکریں کھائے۔ اور ہزاروں مصیبتوں اور تکلیفوں کا شکار ہو۔ ماتا نے یہ بات قبول نہ کی اور روتے ہوئے کہا۔ کہ بچہ تم سادھو بنکر مجھے دکھی مت کرو۔ میں متواتر کئی دنوں سے تجھے سمجھا رہی ہوں۔ میرا زیرہ آنے کا یہی مطلب تھا۔ کہ تجھے اس خام خیال سے باز رکھوں۔

ماتا جی۔ تو آخر کس وجہ سے سادھو بننے کو تیار ہوا ہے۔

آتما رام جی۔ یہ سنسار اسار ہے۔ دنیاوی چیزیں سکھدائی نہیں ہو سکتیں۔ سلذات جسمانی

انسان کو دامِ بلا میں پھنساتی ہیں۔ زندگی چار روزہ ہے کیوں نہ آدمی توشہ جمع کر لیوے جس سے سرور دائمی حاصل ہو۔ زندگی کھیل کود میں ضائع کرنا اچھا نہیں۔ کرودھ۔ لوبھ۔ مان۔ مایا وِشیوں کشایوں کے بس ہو کر انسان دُنیا میں چکر لگا رہا ہے۔ اب میں دُنیا کے دھندوں میں پھنسا رہنا نہیں چاہتا۔ ماتا جی عمر کا کیا بھروسہ ہے۔ جتنا بھی دھرم کر لیا جاوے۔ اُتنا ہی فائدہ مند ہے۔ اب میں آپ کی اگیا لے کر نیک کام کرنے کو تیار ہونا چاہتا ہوں۔ آپ بخوشی اجازت دیں تاکہ میں اپنا جنم سپھل کروں۔

ماتا رویاں دیوی کی آنکھوں سے زار زار آنسو بہ رہے تھے۔ ہونہار لڑکے کا فقیری دھارن کرنیکا خیال اس کے لئے از حد باعثِ قلق تھا اور اُسے آٹھ آٹھ آنسو رُولا رہا تھا۔ ماتا نے ہرچند بیٹے کو سمجھانے کی کوشش کی مگر سب رائیگاں۔ لاچار ماتا نے اپنے لڑکے کی توجہ خاندانی شاندار روایات کی طرف مبذول کرانی چاہی۔ اور کہا بیٹا یاد رکھ تو ایک کھشتری ویر کا لڑکا ہے۔ جس نے اپنی تمام عمر جنگی معرکوں میں صرف کر دی تھی اور فتوحات حاصل کر کے اپنی مردانگی اور شجاعت سے عزت اور شہرت حاصل کی تھی تو بنیا نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ سادھو تیرے دھرم گرو ہیں۔ آج تو کھشتری ہوتا ہوا دُنیا سے خوف کھا کر اُسے ترک کرنے کے لئے کمربستہ ہو رہا ہے۔ تیرے جسم پر زرہ بکتر اور ہاتھ میں تلوار زیب دیتی ہے۔ نہ کہ کاسہ گدائی اور فقیرانہ لباس۔ آہ بیٹا ماتا کی نصیحت قبول کر اور اپنے خام خیال سے درگذر۔ آتما رام جی نے خوب کان لگا کر اپنی پیاری ماتا جی کے دل سے نکلی ہوئی باتوں کو سُنا اور نہایت تحمل سے جواب دیا۔

آتما رام جی۔ ماتا جی میں کھشتری ہوں کھشما اور سچائی کی تلوار ہاتھ میں لیکر پاپ اور بدی کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤں گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ جھوٹ کی بیخکنی کروں گا۔ اور اہنسا دھرم کا پرچار کرتا ہوا پرانی ماتر کا بھلا کروں گا۔ آپ مجھے اشیرباد دیں۔ تاکہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔ لاچار ہو کر ماتا جی نے پُرنم آنکھوں سے کہا تمھارا

باپ تجھے لالہ جودھے شاہ کے حوالے کر گیا ہے - اس لئے دھرم پتا سے جاکر اجازت مانگ
دیہی دیکشا لینے کی اجازت دے سکتے ہیں - آپ پھر لالہ جودھے شاہ کے پاس آگیا لینے
کو آئے اور دیکشا لینے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا - جودھے شاہ نے چشم پُرنم ہو کر کمال محبت سے
کہا تو میرا دھرم پتر ہے - لڑکپن سے ہی تو میرے پاس ہے - اور اپنے بیٹوں سے بھی عزیز سمجھ کر
نازو نعمت سے میں نے تیری پرورش کی ہے - تیرے بزرگوار پتا نے تجھ کو میرے سپرد
کیا تھا اور میں نے بطور دھرم پتر اپنے دوست سے تجھے قبول کیا تھا (قول مرداں
جاں دارد) میں ہر طرح حقِ پدرانہ بجالاؤں گا - تجھے مغموم دیکھکر مجھے رنج ہوتا ہے - اب تو
بچہ نہیں ہے جوان ہے تیری عمر سولہ سال سے تجاوز کر چکی ہے میں نے نہایت جانفشانی سے
تجھے حساب کتاب لکھنا پڑھنا سکھلایا ہے - اب تھوڑے عرصہ میں تم کو دوکان دار بننا
ہوگا - شاید تیرے دل میں خیال آتا ہو کہ میں دُنیا میں بے سروسامان ہوں اور میرا
کوئی مددگار و غمگسار نہیں ہے - یقین رکھ - میرے دو پتر اور او تیسرا تو ہے - میں آج سے
اپنی کُلھم جائداد کا تہائی حصہ تیرے نام سرکار میں لکھا دیتا ہوں - جلد ہی تیرا بیاہ بڑی دھوم
دھام سے کروں گا - تیرے فقیری اختیار کرنے میں میری بدنامی ہوگی لوگ مجھے طعنہ دینگے
کہ دوست نے سپرد دار بنایا تھا - لیکن لڑکے کو تنگ کر کے فقیری پر آمادہ کر دیا - یہ کہتے
ہوئے لالہ جودھے شاہ نے آتما رام جی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا - اور زار زار رونے لگے -
آتما رام جی یہ حال دیکھکر آنسو بھر لائے - تھوڑی دیر سنبھلکر عرض کی پتا جی میں آپ کے
احسان کا کبھی بدلا نہیں دے سکتا - جس محبت اور شفقت سے آپ نے میری پرورش
کی وہ ہر کس پر روشن ہے - آپ ہمیشہ میری بہتری اور بھلائی میں کوشاں رہے ہیں -
پتا جی میں نے بھی آجتک کبھی آپ کی حکم عدولی نہیں کی - مجھے دوکانداری سے کوئی سروکار
نہیں - نہ میں بیاہ شادی کے جنجال میں پڑنا چاہتا ہوں - آپ ازراہِ مہربانی میری دلی
آرزو پوری کرنے دیں اور دیکشا لینے کی اجازت عطا فرماویں -

جودھے شاہ - سادھوؤں کی زندگی بہت مشکل ہے - تجھ سے کبھی تکلیفیں برداشت نہ ہونگی - تو ابھی ناتجربہ کار ہے - جہاں کو اچھی طرح نہیں دیکھا سادھوؤں کی تپ اور ریاضت کی زندگی ہے - زمین پر سونا - رات کو کھانے کی قطعی ممانعت حتیٰ کہ پانی بھی نہیں پینا - ننگے پاؤں پیدل سفر کرنا - مانگ کر کھانا - کوڑی پیسے کو ہاتھ نہ لگانا - یہ سب کچھ کیسے کر سکیگا -

آتما رام جی - یہ امور میرے لئے تکلیف دہ نہیں بلکہ باعثِ خوشی ثابت ہوں گے آپ دیکھیں گے کہ میں کسطرح ان کا مقابلہ کرتا ہوا سادھو دھرم کا پالن کروں گا - میں کھشتری پتر ہوں کوئی خطرہ مجھے ڈرا نہیں سکتا اور کوئی تکلیف مجھے اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی

اس طرح بہت دیر تک ہر دو کے مابین گفتگو ہوتی رہی - یہ ماجرہ گنگا رام و جیون رام جی مہاراج تک پہنچا - انھوں نے جودھے شاہ کے چھوٹی بھائی دِتا شاہ کو بلا کر (جو ایک پارسا شخص اور گروؤں کا بڑا بھگت تھا) لالہ جودھے شاہ کو سمجھانے کے لئے بھیجا - کہ کسی کو سادھو بننے سے روکنا نہ چاہیئے - ایک ترن ہار آتما کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنا مہاں پاپ ہے - اور کرم بندھن کا کارن ہے - اس پر دِتا شاہ نے پُرزور الفاظ میں جودھے شاہ سے سب باتیں عرض کیں اور کہا انسان محبت کے ہی بس ہو کر کرم باندھتا ہے -

جودھے شاہ نے دِتامل کو معاملہ کی نزاکت اور نشیب و فراز سب واضح کئے دِتامل نے کہا - کسی کو کیا علم ہے - کہ سادھو بنکر آتما رام جی کی حالت کیا سے کیا ہو جائے گی اور یہ کہاں تک ترقی کرے گا کیا تجھے اُن قیافہ شناسوں کی پیشگوئی یاد نہیں - کہ آتما رام راجہ ہوگا یا راجاؤں کا قابلِ پرستش سادھو -

لالہ جودھے شاہ نے آتما رام جی کے خیالات کی گہرائی اور بھائی کی باتوں سے متاثر ہوکر اپنے دلی جذبات کو دبا کر لاچار دیکشا لینے کی اجازت دیدی اور موثر الفاظ میں تقریر کرتے ہوئے کہا -

بیٹا چرنجیو رہو۔ سادھو دھرم کا پالن دل و جان سے کرنا ہمہ تن جین دھرم پر نثار ہو جانا۔ دُنیا کے عارضی تعلقات چھوڑ کر دائمی سُکھ حاصل کرنے کے وسائل اختیار کرنا۔ تمام مُلک کا دورہ کر کے لاکھوں مرد و زن کو اُپدیش سنا کر اہنسا دھرم کا پرچار ایسے زور سے کرنا کہ ہر خاص و عام جین دھرم کو عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھنے لگیں اُس کے بعد دھرم پتا نے اپنے دھرم پتر کو چھاتی سے لگا کر کہا۔ کہ سودھی عطر سنگھ کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔ دُنیا میں تمہارا نام روشن ہوگا۔ جوش محبت میں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بمشکل دلکو سنبھال کر دعا دی اور سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ ایک سچے تپسوی بزرگ کے دل سے نکلی ہوئی دعا نے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کر دکھلایا۔ جس کا کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا سادھوؤں کی روانگی کا وقت آگیا۔ آتما رام جی خوش خوش اِدھر اُدھر دوستوں سے الوداع کہہ رہے تھے۔ دوستوں نے کہا آپ نے منہ سے نکلی ہوئی بات سچ کر دکھلائی ہمجولیوں کو جدائی کا سخت صدمہ تھا۔ اِدھر آتما رام جی کی دوستوں اور دھرم پتا سے آخری درخواست یہ تھی۔ کہ میری ماتا جی کو تسلی و تشفی دینا جس سے وہ میری جدائی کو محسوس نہ کرے۔ اب آپ سادھوؤں کے ہمراہ زیرہ سے روانہ ہونے لگے بہت سے مرد و زن آپ کو خیرباد کہنے کے لئے آئے۔ عورتوں کے ہمراہ آپ کی ماتا جی بھی کوٹ عیسیٰ خاں پہنچیں۔ ایک بار پھر ماتا جی کے قدموں پر سر رکھکر آپ نے انھیں تسلی دی اور کہا کہ بھارت ورش میں ایسی بھی ماتائیں ہو گذری ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لڑکوں کو دیکشا دلائی۔ جدائی کا رنج کرنا بے سود ہے۔ اب میرا ساتھ کہاں تک کروگی۔ جاؤ۔ گھر جا کر صبر و شکر کی زندگی بسر کرو۔ اس جگہ آتما رام جی نے اپنے خوبصورت لمبے لمبے بال سر سے کٹوا دئے صادق دوستوں نے محبت کی نشانی کے طور پر بالوں کو اٹھا لیا۔ اور یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھ لئے۔

رفتہ رفتہ مختلف گاؤں سے گذرتے ہوئے سب سادھو مالیر کوٹلہ پہنچے اور

آپ کی دیکشا مہوتسو کی تیاریاں ہونے لگیں۔ جین سادھو کا دیکشا مہوتسو نہایت ہی مؤثر نظارہ پیش کرتا ہے۔ امیر وغریب بوڑھا جوان خواہ کیسی ہی حیثیت والا کیوں نہ ہو سادھو بننے سے پیشتر اس کی خوب خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ کھانے پینے کی ہر چیز مہیا کی جاتی ہے۔ مگر وہ نفرت کا اظہار کرنے لگ جاتا ہے۔ جب اس کو دنیاوی عیش وعشرت لہو ولعب سے سروکار نہیں رہتا۔ اس حالت میں اس کی دیکشا کی تیاری کی جاتی ہے۔

مقررہ تاریخ کو نہلا کر عمدہ پوشاک زیب تن کرائی جاتی ہے۔ اور شاہانہ شان وشوکت سے سواری شہر کے بارونق بازاروں سے نگر کیرتن ساتھ بہ ہمراہی ہزارہا مرد وزن گذاری جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہی جاہ وحشمت کا مالک ہے۔

جلوس کے اختتام پر وہ بیراگی انسان۔ ان تیاگی مہاتماؤں کے روبرو حاضر ہو کر دست بستہ درخواست کرتا ہے۔ کہ میں دنیاوی جاہ جلالی کو تیاگ کر۔ جو عیش وعشرت کے سامان جو ظاہرہ طور پر خوشنما نظر آتے ہیں۔ مگر دراصل تکالیف کا باعث ہیں ان سے قطع تعلق کر کے سنجم دھارن کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میں اپنے کرم روپی دشمنوں کو تپ اور گیان بل سے مٹا کر نجات حاصل کر سکوں۔

اس قسم کی التجا کو سنکر گرو اسے سادھو دھرم کے نشیب وفراز اور مشکلات سے واقفیت کراتا ہے۔ اور سادھو کے پنج مہابرت[1] اسے سنا کر دریافت کرتا ہے کہ کیا تو مستقل مزاج رہ کر سنجم کا پالن کر سکے گا۔ دیکشا لینے والا صحیح۔ مگر جب کہ دیتا ہے کہ میں سنسار کو ترک کرنا چاہتا ہوں مجھے دیکشا دیکر کرتارتھ کیجئے۔ گرو اسے ثابت قدم دیکھ کر دنیاوی لباس اتروا کر باس کھیپ[2] ڈالکر چوٹی نکالکر سادھوؤں کا لباس پہنا دیتا ہے۔

---

[1] جیوا تر کی رکھشا کرنا۔ جھوٹ نہیں بولنا۔ چوری نہیں کرنا۔ زناکاری نہیں کرنا۔ کوڑی پیسہ نہیں رکھنا

[2] کیسر۔ چندن۔ کستوری وغیرہ کا چورن

آتمارام جی کی دیکشا مہوتسو کی تیاری مالیر کوٹلہ نواسیوں نے نہایت شان و شوکت سے شروع کی مگھر شدی پنچمی سمت ۱۹۱۰ کا روز مقرر ہوا۔ جین لوگ سادھو کی دیکشا پر فراہم ہونا دھرم خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ نیک کام کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے دل میں امنگ اور خواہش پیدا ہوتی ہے اور دل میں بیراگ کا رنگ آتا ہے یہی پن بندن کا کارن ہے اس موقع پر بیرون شہر و قصبے شراوگ لوگ آئے ہوئے تھے تمام شہر کو آراستہ کیا گیا ایک وسیع منڈپ بنایا گیا اور دلکش سامان اور تصویروں سے سجایا گیا۔

آتمارام جی کو زرق برق پوشاک سے ملبوس کر کے ہاتھی پر سوار کیا گیا آپ کی عمر اس وقت سترہ سالہ تھی۔ آپ سرو قد۔ توانا۔ خوبرو نوجوان تھے۔ شاہانہ لباس اور زیورات سے سجے ہوئے ہاتھی پر بیٹھے ہوئے سچ مچ آپ کا چہرہ ایک دولا ور راجہ کا رعب داب دکھلا رہا تھا۔ بازاروں میں جدھر آپ کی سواری جاتی تھی۔ ہزاروں آدمیوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ مکانوں کی چھتیں عورتوں اور بچوں سے بھری ہوئی تھیں جے کاروں کے ساتھ جلوس رفتہ رفتہ منڈپ میں پہنچا۔ وہاں پر سادھو بنانے کی تمام رسوم ادا کی گئیں بموجب طریقہ مذکورہ بالا آپ کو سادھو دھرم کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا۔ پانچ مہابرت کا خلاصہ سُنا کر آپ کو ثابت قدم رہ کر سنجم پالن کرنے کا اپدیش دیا گیا آپ نہایت خوش نظر آتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر نور اور آنکھوں سے سرور ٹپک رہا تھا آپ ہر ایک بات کو بخوبی سمجھتے تھے۔ آپ کے دل میں سادھو ہونے کا پریم اور سچائی حاصل کرنے کی خواہش موجزن تھی۔ آپ کو علم حاصل کر کے ستیہ دھرم سے واقف ہو کر اپنی آتما اور پرانی ماتر کا کلیان کرنے کی زبردست خواہش تھی۔

چوتھا باب

حصول تعلیم

دیکشا کے بعد آپ کا نیا دور شروع ہوا۔ آپ کی زبردست خواہش تعلیم حاصل کرنے کی تھی۔ اس وقت آپ صرف ہندی بھاشا سے زیادہ کچھ نہ جانتے تھے۔ آپ کے گورو مہاراج بھی بہت لکھے پڑھے نہ تھے اس لئے آپ کو دیگر تعلیمیافتہ سادھو مہاتماؤں کے پاس پڑھنے کے لئے رہنا پڑا شروع شروع کے چھ سات سال آپ کو جستجوئے تعلیم میں گھومنا پڑا اس وقت پنجابی ستھانک واسی سادھوؤں کی تعلیمی حالت نہایت ناقص تھی۔ کوئی سادھو ایسا نہ تھا جو کسی عالی دماغ متلاشی علم کو جین دھرم کی مسلسل و مکمل تعلیم دے سکے۔ آپ کو پنجاب کے تقریباً بہت سے شہروں اور گاؤں میں کسی مکمل ودوان سادھو کی تلاش میں گھومنا پڑا۔ جس جگہ بھی کسی پڑھے لکھے سادھو کا نام سن پاتے خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو وہاں پہنچتے تھے۔ اس سادھو سے جو کچھ بھی علم ملتا تھا حاصل کر لیتے تھے۔ جب پورے دو سال[2] پنجاب میں صرف کر چکے سوائے چند بتیسے[1] کے شاستر پڑھنے اور چند سوتروں کو زبانی یاد کر لینے کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ تو آپ نے اپنی واقفیت اور لیاقت بڑھانے کے لئے دیش مارواڑ کا قصد کیا پنجاب میں جس جس سے آپ کو پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے یہی کہا کہ آپ کی فہم و فراست نہایت تیز ہے۔ مارواڑ میں جین سادھو بہت ودوان ہیں اور جین شاستروں پر حاوی ہیں اس لئے آپ کو حصول تعلیم کے لئے وہاں جانا چاہیئے آپ گیان حاصل کرنے کی خاطر ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات

---

[1] بتیسے۔ ہندی بھاشا میں معمولی طور پر شاستر و نکالا رتھ [2] پہلا چوماسہ سرسہ رانی۔ دوسرا سرگ تھل

برداشت کرنے کو تیار تھے چنانچہ آپ نے گورو جی کی ہمراہی میں مارواڑ کا سفر شروع کیا۔

آپ نے شری امین چند جی مہاراج کی بہت تعریف سُنی تھی۔ آپ اُنکی علم و لیاقت سے فیضیاب ہونا چاہتے تھے۔ چونکہ وہ جے پور میں تشریف فرما تھے۔ اس لئے آپ منزل بمنزل سفر طے کرتے ہوئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ پنجاب سے جے پور پڑھنے کے لئے آنا آپ کی دلی رغبت کا صریح ثبوت تھا سمت ۱۹۱۳ بکرمی کا چوماسہ جے پور میں ہی کیا۔

یہاں شری امین چند جی سے جین سوتر پڑھے۔ کیونکہ وہ خوب توجہ سے پڑھاتے تھے اور اُن کا طریقہ درس نہایت اچھا تھا۔ مگر وہ ویاکرن سے ناواقف تھے اسی لئے ان کی لیاقت محدود تھی۔ وہاں ایک شراوک پنڈت ودیاناتھ جی بھاشیہ کار اور ٹیکا کاروں کی تشریح کو بہت وقعت دیتے تھے۔ مگر گورو مہاراج جیون رام کی ترغیب یہ تھی کہ آپ جین دھرم کے ۳۲ سوتروں پر کمال حاصل کر لیویں۔ ویاکرن میں مہارت پیدا کرنے کے لئے وقت درکار ہے۔ اس طرح گورو مہاراج نے آپ کو ودیاناتھ ٹولے کے نیک مشورہ سے باز رکھا۔ مارواڑ میں جا کر آپ نے وہ ہی پنجاب والا طریقہ اختیار کیا جہاں کسی قابل سادھو کا نام سُن پاتے اُدھر جا نکلتے۔ جگہ بجگہ پھرتے پھراتے آپ نے مگن جی سوامی کی شہرت سُنی۔ فوراً اُن کی خدمت میں رتلام جا حاضر ہوئے اور بکرم سمت ۱۹۱۴ کا چترماس مگن جی سوامی کے ساتھ کیا۔ آپ کو اب تک حصول تعلیم کے لئے سرگردان اور حیران پھرتے ہوئے قریباً چار سال گذر چکے تھے پنجاب کی طرح مارواڑ میں بھی چھوٹے بڑے شہروں میں چکر لگا کر جین سادھو و گرہستیوں سے واقفیت حاصل کر چکے تھے۔ جین ادھرم پر عبور حاصل کرنے کی آرزو اتنی زبردست تھی۔ کہ آپ شری مگن جی سوامی کی مدد سے

آپ نہ صرف ۳۲ سوتروں کے ارتھ کرنے میں ماہر ہو گئے۔ بلکہ اُنھیں زبانی یاد کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ آپ جین سوترول کے واقف کاروں میں لاثانی اور جین سادھوؤں میں یکتا سمجھے جانے لگے۔ گذشتہ چند سال نہ صرف آپ تحصیل علم میں ہی مصروف رہے۔ بلکہ جین سادھو کی اہم ذمہ داری یعنی روزانہ دھرم اپدیش کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیتے رہے۔

سمت ۱۹۷۵ کا چوماسہ جے پور میں کیا۔ اِس وقت تک آپ کو دس ہزار شلوک کے قریب ازبر یاد ہو چکے تھے سمت ۱۹۷۶ کا چوماسہ پھر رتلام میں گن جی کے پاس کیا اور اُن کی تمام پونجی (علم)، حاصل کر لی۔

آپ کی لیاقت ذہانت اور قابلیت کا عام چرچا ہونے لگا۔ آپ کی آواز نہایت رسیلی اور بلند تھی ہزارہا کے مجمع میں سب کو پورا سنائی دیتا تھا۔ غیر معمولی سیر و سیاحت سے آپ کی واقفیت اور تجربہ میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ سوتروں کے شلوکوں کی تشریح اس خوبی سے مثالیں دے کر سمجھاتے تھے۔ کہ حاضرین عش عش کرتے تھے۔ ہر ایک مضمون کو اس پیرائے میں ادا کرتے تھے۔ کہ سُننے والوں کو دقیق سے دقیق مسائل بھی ذہن نشین ہو جاتے تھے۔ ہر ایک پہلو خود ہی دکھلا دیتے تھے جس سے شروتاؤں کو اعتراض کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اس خوبی کی بدولت آپ کی ہر جگہ قدر و منزلت ہوتی تھی۔

اگرچہ ۳۲ سوتر پڑھ لینے کے بعد آپ کے گُورو مہاراج کا انتہائی مقصد حاصل ہو چکا تھا۔ مگر آپ کو ذرا تسلّی نہ ہوئی۔ آپ تمام مشہور و معروف پنجاب اور مارواڑ کے پڑھے لکھے سادھوؤں سے مل چکے تھے اور اکثر سے تعلیم بھی حاصل کر چکے تھے آپ کے لئے یہ بڑی حیرانی تھی۔ کہ ہر ایک سادھو سوترول کے مطلب ارتھ مختلف بیان کرتا تھا مگر آپ کا خیال تھا کہ صرف ایک ارتھ سچا ہو سکتا ہے۔ یہ بھی

ممکن ہے۔ کہ کوئی بھی ارتھ سچا نہ ہو۔ اصلی مطلب کچھ اور ہی ہو چند شلوکوں کا ارتھ پنجاب میں پانچ سادھو ملکر کیا کرتے تھے۔ اور جو ارتھ کثرت رائے سے پاس ہو وہ مستند سمجھا جاتا تھا اور اُس کو پنچایتی ارتھ کہتے تھے۔ مختلف سادھو مختلف آگم[1] مانتے تھے۔ سنسکرت اور پراکرت میں لکھے ہوئے مُول سوتروں کا خود اپنی علمیت سے باقاعدہ ارتھ کرنے کے بجائے۔ ٹبہ ہی یعنی جو مختصر ارتھ سابق اوپر لکھا ہوا ہوتا تھا صحیح خیال کیا جاتا تھا۔ کہیں کہیں اُس پر بھی ہڑتال لگا کر اُس کو مٹا دیا جاتا تھا۔ اور تبلایا جاتا تھا۔ کہ یہ جتی (دیوج) لوگوں کا بعد میں ایزاد کیا ہوا ہے۔ مگر آپ نے سچ اور جھوٹ کی تحقیقات کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور آپ پنڈت ودیا ناتھ مُوا کے دیاکرن پڑھنے کے مشورے پر غور کرنے لگے اور جلد ہی سنسکرت پراکرت دیاکرن پڑھنے کا مصمّم ارادہ کر لیا۔

آپ اُس وقت کے عام سادھوؤنکی طرح تنگ خیال اور محدود دائرے میں مقیّد رہنا درست خیال نہ کرتے تھے۔ آپ کا وطیرہ ہر قسم کے آدمیوں سے ملنا بات چیت کرنا اور اُن کے خیالات سُنکر اُن پر غور و خوض کرنا تھا۔ جب تک آپ پنجاب میں تھے آپ کا خیال تھا۔ کہ جین سماج فقط ستھانک داسیوں تک ہی محدود ہے۔ اور علاوہ اس کے جین دھرم کا اور کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اور ۳۲ سوتروں کے علاوہ کوئی جین سدہانت بھی نہیں ہے۔ اور مندر صرف سناتن دھرمیوں کے ہی ہوتے ہیں۔ اور وُہی مورتی پوجا کرتے ہیں۔ مگر مارواڑ میں آکر متعدد جین فرقے نظر آئے۔ سینکڑوں پُستک بھنڈار دیکھنے میں آئے جن میں سینکڑوں آگم اور سوتر بہت پراچین پُرانے لکھے ہوئے۔ ٹیکا۔ چورنی وغیرہ سے خلاصہ کئے

[1] سوتروں کی قسم بڑے مستند

ہوئے۔ اور جگہ جگہ جین مندر بنے ہوئے دیکھ کر دل میں حیرت ہوئی کہ یہ کیا۔ مندر مورتی پوجنے والے بھی جینی ہوتے ہیں آپ نے گورو مہاراج سے یہ سوال دریافت کیا نیز دیگر کئی سادھوؤں و دانوں سے بات چیت کی مگر صحیح جواب دینے کی بجائے ہر ایک نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ اور یہ کہا کہ یہ جین دھرمیوں کے مندر نہیں۔ ایسا سفید جھوٹ کب تک چھپا رہ سکتا تھا آپ نے اس امر کی بخوبی تحقیقات سے نتیجہ کر لیا۔ کہ یہ جین دھرم کے مندر ہیں اور ان میں جو بیس تیرتھنکران کی منوہر مورتیاں براجمان ہیں۔ جن کی ہر روز پوجا ہوتی ہے۔ چند ایک پستک بھنڈار بھی آپ کی نظر سے گذرے جہاں آپ نے سرسری نگاہ سے ہر ایک پستک کو دیکھا۔ ایک پستک میں شترونجے اور گرنار پربت وغیرہ جین تیرتھوں کا حال پڑھکر آپ کو از حد تعجب ہوا۔ زبانی بھی کئی ایک مارواڑی لوگوں سے گجرات کے جین مندروں کی تعریف سُنی۔ اور بچشم خود گجرات جاکر جین تیرتھوں کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ نے گورو مہاراج سے اُدھر جانے کی اجازت مانگی گورو جی کو یہ خیال ہرگز پسند نہ تھا۔ انھوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رکھنے کے لئے طرح طرح کے خوف اور خطرات بتائے اور راستے کی مشکلات اور ناواقفیت کا بہانہ بنا کر اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ اس انکار سے آپ کو بہت رنج ہوا۔ تاہم گورو بھگتی اور فرمانبرداری کا خیال رکھتے ہوئے گجرات کے سفر کا قصد ترک کر دیا۔

رتلام کا چترماس ختم ہو جانے پر گمن جی سوامی سے اجازت لیکر آپ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے۔ چتوڑ جا پہنچے۔ چتوڑ کا مشہور و معروف قلعہ ۵۰۰ فٹ کی بلندی پر ایک پہاڑی پر کھڑا ہے۔ بلحاظ شہرت تواریخ ہند میں دوسرا کوئی قلعہ اس کا ثانی نہیں۔ اِس کی بلند اور مضبوط فصیل اور جنگی دروازوں کی بناوٹ کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اُس قلعہ کے ساتھ وہ عظیم الشان تواریخی واقعات

وابستہ ہیں۔ جنھیں پڑھ کر رگِ حمیت میں خون جوش مارنے لگ جاتا ہے۔ وہ کون ہے۔ جو چتوڑ کے قلعہ کو دیکھے اور شیر دل جوانمرد راجپوتوں کی بہادری اور شجاعت کی تصویر اور پاک صورت اور نیک سیرت راجپوتنیوں کے جوہر کا جلوہ آنکھوں کے سامنے نہ پھر جائے۔ فرشتہ سیرت پدمنی کا محل اب بھی وہاں موجود ہے۔ پرانے قلعہ کے اندر آپ کو عالیشان محلوں کی جگہ محض کھنڈرات ہی نظر آئے آپ کے لئے شکستہ عمارتیں نہایت ہی سبق آموز ثابت ہوئیں۔ آپ نے وہاں پر پرانے عالیشان جین مندروں کے کھنڈرات نہایت غور سے ملاحظہ کئے۔ وہاں ایک نہایت بلند عمارت جو جے ستمبھ کے نام سے مشہور ہے اور جس کے متعلق روایت ہے۔ کہ اسے سنہ ۹۶ھ میں مہارانا الاّر نے جو کہ پکّا جین دھرمی تھا۔ بھگوان شانتی ناتھ کے مندر کے لئے تعمیر کیا تھا۔ شنگار چمری کے متعلق آپ کو بتایا گیا کہ یہ کسی وقت بھگوان شانتی ناتھ جی کا مندر تھا ایک نہایت فراخ اور عالیشان مندر جو سات بیس دیوی کے نام سے مشہور تھا دیکھنے میں آیا۔ یہ ۲۷ جین مندروں سے ملکر ایک بڑا مندر بنا ہوا نظر آتا ہے چتوڑ کے قلعہ میں آپ کو جین دھرم کی عظمت اچھی طرح دکھائی دی جیمل فتا رانا کنبھ کے محل۔ مہارانی پدمنی کی سرنگ۔ شوکوشل منی کے تپ کرنے کی گپھا سورج کنڈ۔ اور گئو مکھی وغیرہ قابل دید چیزوں کو دیکھ کر آپ دنیا کی ناپائداری پر غور کرنے لگے آپ نے میواڑ میں اودے پور ناتھدوارہ وغیرہ مشہور مقامات دیکھے۔ اور ہر جگہ زمانہ قدیم کے بنے ہوئے جین مندر ملاحظہ کئے۔ جے پور۔ بھرت پور۔ متھرا۔ بندرابن ہوتے ہوئے آپ دہلی پہنچے۔ اور یہاں چوماسہ کرنے کی خواہش تھی۔ مگر جیون رام کے حکم سے سمت ۱۹۱۷ کا چوماسہ سرگتھل میں گیا۔

بعد اختتام چوماسہ پھر آپ واپس دہلی پہنچے۔ دہلی سے کھٹہ۔ لوہارہ۔ بنولی۔ بڑوت۔ سونی پت۔ وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے سمت ۱۹۱۸ کا چوماسہ دہلی